AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

انسان کے کیمیائی ارتقاء کے مراحل اور اس کی تخلیق کا الہامی منظر: قرآن وحدیث کی روشنی میں ایک تحقیقی جائزہ

Stages of Human Chemical Evolution and the Divine Perspective of Its Creation: An Analytical Study in the Light of the Quran and Hadith

Khubaib Usmani[1] ***Mahmood Ul Hasan***[2] ***Muhammad Usama***[3]

Abstract

In Islamic teachings, the creation of humans is a profound process that occurs under the direct each signifying a step in the divine plan, with the ultimate purpose of creating a being endowed with intellect, free will, and the capacity to worship Allah. The process begins with the creation of a "drop of fluid," followed by the transformation of that fluid into a "clinging clot" and further developing into a "lump of flesh" before the human form is perfected. These stages, though not detailed scientifically, highlight the complexity and meticulous nature of human creation, pointing to a higher power overseeing every phase. The Hadith literature further elaborates on the spiritual aspects of this creation process, emphasizing the role of divine intervention. It is through Allah's will that the soul is breathed into the human being at a certain stage of development, marking the transition from a mere physical form to a sentient being capable of awareness, understanding, and moral responsibility. This divine infusion of the soul is considered a pivotal moment in human creation, setting humanity apart from all other creatures. From an Islamic perspective, the stages of human creation are not merely biological events but are laden with spiritual significance. Each phase, from the first drop to the infusion of the soul, serves as a reminder of Allah's omnipotence, knowledge, and mercy. The gradual unfolding of life represents the careful, deliberate design of a higher power, whose wisdom surpasses human comprehension. The Quranic and Hadith accounts of human creation highlight the essential relationship between the physical body and the soul, underscoring the notion that human life is a gift from Allah, and the purpose of this creation is to recognize, worship, and serve Him. Furthermore, Islam teaches that the stages of human creation, although described in general terms, serve as a reminder of human humility. The detailed process of creation, from the beginning of conception to the formation of a fully developed human being, reflects the intricate and purposeful nature of life. It reinforces the belief that humans, while given free will and intellect, are ultimately dependent on the mercy and guidance of Allah. In conclusion, the Islamic understanding of human creation emphasizes the interconnectedness of the physical and spiritual realms. The process is marked by divine oversight at every stage, reflecting Allah's plan for humanity. This theological perspective

[1] Junior Commissioned Officer, Religious Teacher,
Army Education Corps, Pakistan
khubaibusmani812@gmail.com
[2] Lecturer, Department of Arabic and Islamic Studies,
The University of Lahore, Pakistan
mulhasan333@gmail.com
[3] Lecturer, Department of Arabic and Islamic Studies, Superior college M.B.Din
usama.ss321@gmail.com

serves as both a source of reflection on the greatness of the Creator and a reminder of the profound purpose of human life, which is to worship and fulfill the commands of Allah.

Keywords: *Human creation, divine will, soul infusion, Islamic teachings, spiritual significance, divine intervention, stages of creation, human purpose, worship, Allah's plan.*

تمہید:

اللہ تعالی نے بے شمار مخلوقات پیدا کی ہیں اگر صرف ایک چیز کو آدمی گہرائی سے دیکھے اور مشاہدہ کرے تو عقل دنگ رہ جاتی ہے اور پکار اٹھتا ہے کہ واقعی ان کا کوئی بنانے والا موجود ہے۔ اللہ تعالی قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ اس عالم کبیر کو دیکھو میں نے کس طرح بنایا ہے اور آسمان کو دیکھو کس طرح بغیر ستونوں کے کھڑا ہے، زمین کو دیکھو کہ کس طرح اس کو بچھایا ہے، اور غرض اللہ تعالی نے کفار کو اور ایمان والوں کو کتنی ہی آیات میں فرمایا ہے کہ غور و فکر کیا کرو، اور نہیں تو صرف اپنے آپ کو دیکھ لیں کہ آپ کو کس طرح بنایا ہے پھر یہ بھی بتایا کہ انسان کی ابتدا کیسے ہوئی اور پہلا انسان یعنی حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو مٹی سے براہ راست بنایا، پھر ان کی نسل ایک نچوڑے ہوئے حقیر پانی سے چلائی، ارشاد باری تعالی ہے کہ: وَ بَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ۔ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ۔ ترجمہ: "اور انسان کی تخلیق کی ابتدا گارے سے کی اور پھر اس کی نسل نچوڑے ہوئے حقیر پانی سے چلائی۔" ([4])

پہلے انسان کے کیمیائی ارتقاء کے مراحل:

قرآن اور حدیث کے مطالعہ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ دنیا کا پہلا انسان کیمیائی ارتقاء کے کم و بیش سات مرحلوں سے گزر کر تکمیل پذیر ہوا ہے جو کہ درج ذیل ہے:

1. تراب
2. ماء
3. طین
4. طین لازب
5. صلصال من حماءٍ مسنون
6. صلصال کالفخار
7. سلالة من طین

قرآن کریم میں مذکورہ بالا سات مرحلوں کا تذکرہ مختلف مقامات پر موجود ہے۔

1-تراب:

تراب کا آسان معنی ہے "مٹی"، لیکن حقیقت میں اس کا مطلب ہے غیر نامی مادہ، اللہ تعالی نے انسان کے اولین جوہر کو غیر نامی مادے سے تخلیق کیا چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے:

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ۔

ترجمہ: "وہی ذات ہے جس نے تمہیں مٹی (غیر نامی مادے) سے بنایا" ([5])

پھر اسی آیت مبارکہ میں انسان کے بعض اور مراحل کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے:

ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ یُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُیُوْخًا

ترجمہ: "پھر پانی کی بوند سے، پھر خون کی پھٹک سے، پھر تمہیں بچے کی صورت میں نکالتا ہے پھر (تمہیں باقی رکھتا ہے) تاکہ اپنی جوانی کو پہنچو پھر اس لیے کہ بوڑھے ہو" ([6])

[4] السجدہ 32:8-7

[5] المؤمن 40:67

[6] ایضاً

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اس ایت کریمہ سے بھی پہلی ایت کے الفاظ یہ ہیں:

وَ اُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

ترجمہ:"اور مجھے حکم ہوا ہے کہ اس کے سامنے گردن کو جھکاؤں جو سارے عالموں اور ان کے مظاہر حیات کو درجہ بدرجہ مرحلہ وار کمال تک پہنچانے والا ہے"([7])

2-ماء:

یوں تو ہر جاندار کی تخلیق میں پانی ایک بنیادی عنصر ہے تاہم اللہ تعالی نے انسان کی تخلیق میں بطور خاص پانی کا ذکر کیا ہے ارشاد باری تعالی ہے:

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًاؕ-وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ۔

ترجمہ:"اور وہی ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا پھر اس کو نسبی اور سسرالی رشتے عطا کیے اور تمہارا پروردگار بڑا قدرت والا ہے"([8])

اور اسی طرح کرا یرج پر موجود کروڑہا مخلوق کی تخلیق بھی پانی سے کی گئی ہے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالی فرماتا ہے:

وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّؕ-اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ۔

ترجمہ:"اور پانی سے ہٹ جاندار چیز پیدا کی کیا پھر بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے؟"([9])

یہ آیت کریمہ حیات انسانی یا حیات ارضی کے ارتقائی مراحل پر تحقیق کرنے والے سائنسدانوں کے لیے دعوت فکر اور دعوت ایمانی بھی ہے۔

3-طین:

انسان کے کیمیائی تخلیق میں تراب اور ماء بنیادی عناصر کی حیثیت رکھتے ہیں، ان دونوں عناصر کے مکس ہو جانے پر "طین" کو وجود ملا اور اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد باری تعالی ہے:

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًاؕ-وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ۔

ترجمہ:"وہی ہے جس نے تمہیں گیلی مٹی سے پیدا کیا، پھر تمہارے لیے زندگی کی ایک مدت مقرر کر دی اور ایک دوسری مدت اور بھی ہے جو اس کے ہاں طے شدہ ہے، مگر تم ہو کے شک میں پڑے ہوئے ہو"([10])

ایک بات یہاں قابل غور ہے کہ تراب اور طین دو الگ الگ مرحلے ہیں اور ان کے معنی بھی مختلف ہیں، دونوں کے معنی ہم مٹی نہیں کر سکتے، جیسا کہ امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ ان الفاظ کی معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تراب سے مراد:"التراب الارض نفسها۔" "تراب سے مراد فی نفسہ زمین ہے" اور طین سے مراد ہے کہ: " التراب والماء المختلط" "مٹی اور پانی باہم ملے ہوں تو اسے طین کہتے ہیں"([11]) اسی طرح یہ بھی کہا گیا ہے کہ:"الطین: التراب الذی یجبل بالماء" "طین سے مراد وہ مٹی ہے جو پانی کے ساتھ گوندھی گئی ہو"۔([12])

4- طین لازب:

طین کے بعد طین لازب کا مرحلہ آتا ہے، جسے اللہ تعالی نے قران مجید میں یوں ارشاد فرمایا ہے:

فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَاؕ-اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِیْنٍ لَّازِبٍ۔

---

[7] ایضاً

[8] الفرقان 45:25

[9] الانبیاء 30:21

[10] الانعام 02:06

[11] حسن بن محمد المعروف علامہ راغب اصفہانی، مفردات القرآن، (لاہور: اسلامی اکادمی، اتوار 13 مئی 2012ء) 1/312

[12] لوئیس معلوف، المنجد، (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، پیر 17 فروری 2014ء) ص 496

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ترجمہ:" اب ذرا ان سے پوچھو کہ ان کی تخلیق زیادہ مشکل ہے یا ہماری پیدا کی ہوئی دوسری مخلوقات کی؟ ان کو تو ہم نے لیس دار گارے سے پیدا کیا ہے"([13])

چنانچہ معلوم ہوا کہ "طین لازب" طین کی اگلی شکل ہے جب گارے کا گھاڑا پن زیادہ ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ لغت میں ہے:

اذا زال عنه ا(لطين) قوّة الماء فهو (طين لازب).

جب گارے سے پانی کی سیلانی ہے زائل ہو جائے تو اسے طین لازب کہتے ہیں۔

یہ وہ حالت ہے جب گارا قدرے سخت ہو کر چپکنے لگتا ہے۔

5- صلصال من حماءٍ مسنون:

مٹی اور پانی سے مل کر تشکیل پانے والا گارا جب خشک ہونے لگے اور اس میں بو پیدا ہو جائے تو اس بو دار مادے کو صلصال من حماءٍ مسنون کہتے ہیں۔ ارشاد رب العزت ہے کہ:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ۔

ترجمہ:"ہم نے انسان کو سڑے ہوئے گارے کی کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا"([14])

اس آیت میں لفظ "صلصال" آیا ہے جس کا معنی ایسی مٹی جو بجتی ہو، اس کا اصل "صلل" ہے۔

امام راغب اصفہانی لفظ صلصال کے معنی یوں بیان کرتے ہیں:

تردد الصوت من الشئى اليابس ، مسمى الطين الجاف صلصالا۔

"خشک چیز سے پیدا ہونے والی اواز کا تردد یعنی کھنکھناہٹ، اسی لیے خشک گارے کو صلصال کہتے ہیں کیونکہ یہ بجتا اور آواز دیتا ہے"([15])

صلصال کی حالت گھارا خشک ہونے کے بعد ہی ممکن ہے پہلے نہیں کیونکہ عام خشک مٹی جیسے تراب کہا گیا ہے وہ اپنے اندر بجنے کی صلاحیت رکھتی ہی نہیں۔ لفظ صلصال اس اعتبار سے تراب سے مختلف مرحلے کی نشاندہی کر رہا ہے۔ لہذا صلصال کا مرحلہ، طین لازب کی بعد ہوتا ہے۔ کیونکہ طین لازب جب خشک ہو جائے اور اس میں بجنے اور آواز دینے کی صلاحیت پیدا ہو تو صلصال کہلاتا ہے۔ یہ اس میں طبعی تبدیلی ہے، اور اس گارے کو طین لازب کے بعد تھوڑے دن چھوڑا جائے تو اس میں کیمیائی تبدیلی بھی رونما ہوتی ہے، جس کو من حماء مسنون میں بیان کیا گیا ہے، "حماء" عربی زبان میں ایسے سیاہ کیچڑ کو کہتے ہیں جس کے اندر بو پیدا ہو گئی ہو یا بالفاظ دیگر خمیر اٹھ آیا ہو اور یہ لفظ جلنے اور تپنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔

اور اس میں مسنون کے معنی دو آتے ہیں:

- متغیر، ایسی سڑی ہوئی مٹی کہ جس میں سڑنے کی وجہ سے چکناہٹ پیدا ہو گئی ہو۔ اس کا مصدر سنّ ہے یعنی متغیر، سڑا ہوا۔

جیسا کہ قران مجید میں بھی ہے:

فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ۔

ترجمہ:"اب اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھو کہ وہ ذرا برابر نہیں سڑی"([16])

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالی ہے:

فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ۔

---

[13] الصافات 11:37

[14] الحجر 26:15

[15] حسن بن محمد المعروف علامہ راغب اصفہانی، مفردات القرآن، (لاہور: اسلامی اکادمی، اتوار 13 مئی 2012ء) 1/ 274

[16] البقرہ 259:02

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ترجمہ:"اس میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جو خراب ہونے والا نہیں"([17])

یعنی ایساپانی جس کی بو اور مزہ تبدیل نہ ہوا ہو۔

- دوسرے معنی ہیں مصور یعنی سانچے میں ڈھلی ہوئی جس کو خاص شکل دے دی گئی ہو۔

6- صلصال کالفخار:

انسان کے کیمیائی ارتقامیں چھٹامرحلہ صلصال کلفخار ہے جس کا قرآن مجید میں اس طرح تذکرہ کیا گیا ہے:

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ۔

ترجمہ:"اس نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح بجنے والی مٹی سے پیدا کیا"([18])

یعنی پہلے تراب یعنی خشک مٹی لی گئی اور پھر پانی، پھر مٹی اور پانی کو ملا کر گوندا گیا تو یہ طین یعنی گارا بن گیا، پھر اس گارے کو کچھ وقت کے لیے چھوڑ جائے اور اس کا پانی تھوڑا خشک ہو جائے تو گارا تھوڑا گاڑھا اور لیس دار اور چپکنے لگتا ہے، اس کو طین لازب سے تعبیر کیا گیا اور اس پر کچھ عرصہ اور گزر جائے تو اس گارے کی بو اور رنگ بھی تبدیل ہو جاتا ہے اور خشک ہو جائے تو اس کو صلصال من حماءٍ مسنون سے تعبیر کیا اور پھر خشک ہو جانے کے بعد اس کو آگ پر پکایا جائے تو وہ ٹھیکرے کی طرح بن جاتا ہے اس کو صلصال کالفخار سے تعبیر کیا گیا۔ یعنی جب یہ گارا خشک ہو جاتا ہے، بو اور مٹی کی تمام کثافتوں سے پاک ہو جاتا ہے اور اس کو اگر آگ پر پکایا جائے تو اس میں مزید نکھار آجاتا ہے تو گویا اب پاک، صاف، نفیس، عمدہ اور لطیف مادہ تیار ہو چکا ہے۔ کہ اس سے اشرف المخلوقات کا خلاصہ نچوڑ اور خمیر بنایا جاسکے جس کو قران مجید سلالۃ من طین سے تعبیر کرتا ہے۔

7- سلالۃ من طین:

انسان کی کیمیائی تخلیق کے دوران پیش آنے والے آخری مرحلے کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے کہ:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ۔

ترجمہ:"اور ہم نے انسان کو چنی ہوئی مٹی سے بنایا"([19])

سللۃ، یہ سلّ ،یسلُّ سے مشتق ہے۔ جس کے معنی ہیں نکالنا، چننا اور میل کچیل اچھی طرح صاف کرنا۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ: سللۃ من طین سے مراد ہے "الصّفو الذی یسلّ من الارض"، یعنی مٹی میں سے چنا ہوا وہ جوہر جسے اچھی طرح میلے پن سے صاف کر دیا گیا ہو۔

گویا سللۃ کا لفظ کسی چیز کی اس لطیف ترین شکل پر دلالت کرتا ہے جو اس چیز کا نچوڑ خلاصہ اور جوہر کہلاتی ہے۔

یہاں تک اللہ رب العزت نے سب سے پہلے انسان حضرت ادم علیہ السلام کے بارے میں ذکر کیا۔ جمہور مفسرین فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو مٹی سے براہ راست پیدا کیا گیا تھا، پھر ہم نے قرآن مجید کی بہت ساری آیات کو جمع کیا تو پتہ چلا کہ مٹی کو سات مراحل سے گزار کر بنایا گیا اس کے بارے میں ارشاد باری تعالی ہے:

الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ۔ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ۔ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ۔قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ۔

ترجمہ:"وہ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی اور انسان کی پیدائش کی ابتداء مٹی سے فرمائی۔ پھر اس کی نسل ایک بے قدر پانی کے خلاصے سے بنائی۔ پھر اسے ٹھیک بنایا اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی اور تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے۔ تم بہت تھوڑا شکر ادا کرتے ہو۔"([20])

[17] محمد 15:47

[18] الرحمن 14:55

[19] المومنون 12:23

[20] السجدہ 32:8-7

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

یہاں تک ہم نے قرآن کریم کی روشنی میں دیکھا کہ دنیا کے پہلے انسان کے ابتدائی کیمیائی ارتقا کے مراحل کون کون سے تھے اب ہم حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کی نسل یعنی اولاد آدم علیہ السلام کو کن کن مراحل سے گزار کر ایک مکمل انسان بنایا گیا، اس پر تحقیقی جائزہ پیش کریں گے۔

اللہ کریم نے قرآن مجید میں انسان کی تخلیق اور پیدائش کے ان مراحل کو سورہ المومنون میں اس طرح بیان کیا ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ۔ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ۔ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًاۗ-ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَؕ-فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَؕ

ترجمہ: "ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے بنایا، پھر اسے ایک محفوظ جگہ ٹپکی ہوئی بوند میں تبدیل کیا، پھر اس بوند کو لوتھڑے کی شکل دی، پھر لوتھڑے کو بوٹی بنادیا، پھر بوٹی سے ہڈیاں بنائیں، پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا، پھر اسے ایک دوسری ہی مخلوق بنا کھڑا کیا، پس بڑا بابرکت ہے جو سب بنانے والوں سے بہتر بنانے والا ہے۔"([21])

ان آیات میں انسانی تشکیل اور ارتقا کے سات مراحل کا ذکر ہے، جن میں پہلے کا تعلق اس کی کیمیائی تشکیل سے ہے، اور بقیہ چھ کا بطن مادر کے اندر تشکیلی مراحل سے ہے۔ مذکورہ بالا ایات میں بیان کردہ انسانی ارتقا کے مراحل کی ترتیب اس طرح سے ہے:

- سلالة من طين
- نطفة
- علقة
- مضغة
- عظم
- لحم
- خلق آخر

اب ان سات مراحل کا تفصیل سے جائزہ لیتے ہیں۔

1- مٹی کا جوہر:

اللہ رب العزت سب سے پہلے انسان کی تخلیق میں جس مرحلے کا تذکرہ کرتے ہیں وہ ہے کہ ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا۔ جمہور مفسرین کہتے ہیں کہ اس سے مراد یا تو نطفہ ہے کیونکہ یہ نطفہ انسان کی غذا سے بنتا ہے اور غذا ہمیں مٹی سے ملتی اور حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ گزشتہ صفات میں ہم اس بات کا تذکرہ کر چکے ہیں کہ سلالۃ کے معنی جوہر، خلاصہ، نچوڑ کے ہوتے ہیں، اور انسان کے نطفہ کا جوہر بھی دیکھیں تو وہ مٹی ہی ہے۔ اگر ہم جدید میڈیکل میں دیکھیں تو سائنس دانوں کو کچھ عرصہ پہلے ہی اس بات کی تحقیق ہوئی ہے کہ ایک مرد کی منی میں کروڑوں جرثوے (Sperms) ہوتے ہیں اس میں صرف ایک جرثومہ بارآور بنانے کے لیے کافی ہے اسی بات کی طرف قرآن مجید نے سلالۃ کا لفظ کہہ کر اشارہ کیا ہے۔ اور اسی طرح آج کی میڈیکل یہ بھی بتاتی ہے کہ عورت کے رحم میں تقریباً چار لاکھ ناپختہ انڈے (Eggs) ہوتے ہیں، ان میں سے صرف ایک انڈا پختہ ہو کر اپنے مقررہ وقت پر نمودار ہوتا ہے لہذا اس بات کو بھی لفظ سلالۃ سے تعبیر کیا گیا ہے۔([22])

ہارون یحیی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ:

"عربی زبان میں سلالۃ کے معانی ست، جوہر اور خلاصہ کے ہیں۔ جس کا مطلب ہے کسی چیز کا نہایت ضروری اور بہترین جز اور حصہ۔"([23])

---

[21] المومنون 14:23

[22] ذاکر نائیک، ڈاکٹر، قرآن پاک اور جدید سائنس، (لاہور: زبیر پبلشرز، جمعرات 15 اپریل 2010ء) ص 50-51

[23] ہارون یحیی، مترجم تصدق حسین راجا، ڈاکٹر، اللہ کی نشانیاں، (پاکستان: اسلامک ریسرچ سنٹر، ہفتہ 26 مارچ 2011) ص 100-103

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

لہذا مباشرت کے دوران ایک مرد بیک وقت کئی کروڑ کرم منوی یا جرثومے خارج کرتا ہے۔ یہ تولیدی مادہ پانچ منٹ کا مشکل سفر ماں کے پیٹ میں طے کر کے بیضہ تک پہنچتا ہے۔ ان کروڑوں جراثوموں میں سے ایک ہزار جرثومے، بیضہ تک پہنچتے ہیں (اس بیضہ کا سائز نصف نمک کے دانے کے برابر ہوتا ہے)۔ جس میں سے صرف ایک جرثومے (Sperm) کو اندر آنے دیا جاتا ہے گویا انسان کا جوہر مادہ منویہ نہیں ہوتا بلکہ صرف اس کا ایک جرثومہ (Sperm) ہے۔

2- نطفه:

دوسرا مرحلہ جو قرآن کریم نے تذکرہ کیا ہے وہ ہے کہ پھر ہم نے انسان کو ایک محفوظ مقام (رحم مادر) میں نطفہ بنا کر رکھا۔ اور اس کا تذکرہ قرآن کریم کی بہت ساری آیات میں آیا ہے یعنی انسان کو منی کے پانی سے پیدا کیا ہے۔ سورۃ الواقعہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا۔

ترجمہ: "ہم نے انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا تاکہ اس کا امتحان لیں اور اس غرض کے لیے ہم نے اسے سننے اور دیکھنے والا بنایا"[24]

مولانا عبید الرحمن کیلانی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ:

"باپ کا نطفہ الگ تھا ماں کا الگ ان دونوں کے ملاپ سے ماں کے رحم میں حمل قرار پایا، پھر ہم نے اس مخلوط نطفہ کو ایک ہی حالت میں پڑا رہنے نہیں دیا ورنہ وہ وہیں گل سڑ جاتا، بلکہ ہم اس کو الٹتے پلٹتے رہے اور رحم مادر میں اس نطفہ کو کئی اطوار سے گزار کر جیتا جاگتا انسان بنا دیا"[25]

نطفہ کی تیاری کی جگہ:

نطفہ کی تیاری کی جگہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ الطارق میں نشاندہی کی ہے کہ:

فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ مِمَّ خُلِقَ، خُلِقَ مِن مَّاءٍ دَافِقٍ، يَخْرُجُ مِن بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ۔

ترجمہ: "پھر انسان کو دیکھنا چاہیے کہ اسے کس چیز سے پیدا کیا گیا؟ اسے ایک اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا کیا، پیٹھ اور ہڈیوں کے درمیان سے جو نکلتا ہے۔"[26]

اس آیت مبارکہ کے ضمن میں مفسرین نے جو نطفہ کا خروج مرد کی پشت اور عورت کے سینے کے متعلق قرار دیا ہے اس کی توجیہ بھی کچھ بعید نہیں، کیونکہ اس پر اطباء کا اتفاق ہے کہ نطفہ کی تولید میں سب سے بڑا دخل دماغ کو ہے اور دماغ کا خلیفہ اور قائم مقام نخاع انسانی (حرام مغز) ہے، جو ریڑھ کی ہڈی کے اندر دماغ سے پشت تک آتا ہے (یہ ایک لمبا اور باریک ٹیوب ہوتا ہے)، اسی کے کچھ شعبے سینے کی ہڈیوں میں ائے ہوئے ہوتے ہیں۔ اب بعید نہیں کہ عورت کا نطفہ میں سینے کی ہڈیوں سے آنے والے نطفہ کا، اور مرد کے نطفہ میں پشت سے آنے والے نطفہ کا دخل زیادہ ہو۔[27]

اور "صلب سے مراد" مرد کی پیٹھ ہے۔ تنقل من صلب الی رحم۔ نطفہ، صلب سے رحم کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ اور "ترائب سے مراد "سینہ ہے۔ اس کا واحد "تریبہ" ہے اور تریبہ سینے کی وہ جگہ ہے جہاں ہار لٹکایا جاتا ہے۔ کچھ مفسرین نے کہا ہے کہ اس کا مرکز دماغ ہے پھر یہ دماغ سے صلب و ترائب سے ہوتے ہوئے آتا ہے، کیونکہ جب آدمی جماع کرتا ہے تو اس کو اکثر پیٹھ میں اور ریڑھ کی ہڈی میں درد ہوتا ہے، کیونکہ جو منی وہاں جمع ہوتی ہے وہ جگہ خالی ہو جاتی ہے، اس لیے پیٹھ اور ریڑھ کی ہڈی میں درد محسوس ہوتا ہے جب تک وہ جگہ پر نہ ہو۔[28]

---

24 الدھر 21:76

25 مولانا عبد الرحمن، کیلانی، تیسیر القرآن، (لاہور: مکتبۃ السلام، جمعرات 10 نومبر 2011ء) 4/566

26 الطارق 05:86

27 مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، (کراچی: ادارۃ المعارف، 10 اپریل 2008ء) 08/715

28 اسماعیل بن عمرو بن کثیر، مترجم مولانا محمد جوناگڑھی، تفسیر ابن کثیر، (لاہور: اسلامی کتب خانہ، فضل الٰہی مارکیٹ، اردو بازار، 2005ء) 05/590

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

3-علقہ:

پھر ہم نے نطفہ سے علقہ بنایا۔ اس ایت مبارکہ میں لفظ علقہ استعمال ہوا ہے، جس کے معنی جمے ہوئے خون کا لوتھڑا، خون چوسنے والی چیز، اور اس کے معنی لٹکا ہوا ہونا کیونکہ یہ ماں کے رحم کے دیوار سے لٹک جاتا ہے۔ 1981ء میں سعودی عرب میں انسانی تخلیقی مراحل کے موضوع پر ایک کانفرنس منعقد ہوئی اور اس میں ایمبریلوجی (Embryology) کے سائنسدان بھی آئے اور ایمبریالوجی کے سب سے بڑے ڈاکٹر کیتھ مور بھی ائے ہوئے تھے، جب ان سے "علقہ" کے بارے میں پوچھا گیا کہ علقہ، جونک کو بھی کہتے ہیں، یعنی خون چوسنے والی چیز، تو اس پر انہوں نے کہا کہ مجھے اس بارے معلوم نہیں۔ پھر جب انہوں نے جونک اور علقہ کا بصری مشاہدہ کیا تو اس میں بلکل درست مماثلت پائی گئی۔[29] پھر انہوں نے اس کو اپنی کتاب "The Human Development" کے تیسرے ایڈیشن میں وہ تمام معلومات جمع کی جو قرآن وحدیث میں آئی ہوئی ہیں۔

4-مضغہ:

پھر اس سے اگلا مرحلہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ پھر ہم نے خون کے لوتھڑے کو گوشت کا لوتھڑا بنا دیا۔ لفظ "مضغہ" کا معنی ہے دانتوں سے چبایا ہوا مادہ۔ ڈاکٹر کیتھ مور کہتے ہیں: "اگر کوئی ادمی اپنے منہ میں چیونگم لے اور اس کو اپنے منہ میں رکھے اور اس کو چبائے پھر جنین کے مضغہ کے مرحلے کے ساتھ موازنہ کرے، تو بالکل اس کی ظاہری شکل وصورت دانتوں سے چبائے ہوئے مادے کی طرح ہے"[30] "مضغہ" کہ مرحلے کے دوران اگر جنین کو چاک کر کے دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ اس میں کچھ اعضاء مکمل ہو چکے ہوتے ہیں اور کچھ اعضاء نامکمل ہوتے ہیں اس کی وضاحت قرآن کریم کی یہ آیت کرتی ہے:

ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّ غَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ۔

ترجمہ: "پھر گوشت کی بوٹی سے کچھ مکمل اعضاء اور کچھ نامکمل اعضاء بنائے، تاکہ ہم تمہارے لیے اپنی نشانیاں ظاہر فرمائیں"[31]

6-5 عظم اور لحم :

پھر فرمایا کہ ہم نے ہڈیوں کو بنایا اور ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔ اس مرحلے کو قران کریم نے اس طرح بیان کیا ہے:

فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۔

ترجمہ: "پھر بوٹی سے ہڈیاں بنائی پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت چڑھایا"[32]

میڈیکل کے ماہرین کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ریڑھ کی ہڈی بنتی ہے، پھر آہستہ آہستہ دوسری ہڈیاں بن کر ان پر گوشت چڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔

7- خلق آخر:

یہاں تک تو اللہ تعالی نے مادی جسم کے بارے میں بتایا کہ انسان کا جسم کن کن مراحل سے گزرا اب اللہ تعالی نے اس اخری مرحلے کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اس کے بغیر انسان مکمل نہیں اور وہ ہے "روح"۔ چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے:

ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ-فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ.

ترجمہ: "پھر ہم نے اٹھا کر اس کو کھڑا کیا اس کو ایک نئی صورت بخشی، پس بابرکت ہے وہ ذات جو سب سے خوبصورت پیدا کرنے والا ہے"[33]

[29] Abdul - Majeed A. Zindani et al., The Human Development as described Quran and Sunnah, (Muslim World League Printing Press، 2000) ، Page:36

[30] Abdul - Majeed A. Zindani et al., The Human Development as described Quran and Sunnah, (Muslim World League Printing Press، 2000) ، Page:36

[31] الحج 05:22

[32] المؤمنون 14:23

[33] ایضاً

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اس کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مجاہد، عکرمہ، ضحاک اور ابو العالیہ رحمھم اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد "نفخ روح" ہے۔

اور دوسری روایت میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ "اس سے مراد دنیا کی طرف نکلنا ہے۔"([34])

انسان کے تخلیقی مراحل کا احادیث میں تذکرہ

اس ضمن میں ہم دو احادیث کا تذکرہ کریں گے جن میں بظاہر تعارض نظر آرہا ہے ان میں ایک حدیث حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے اور دوسری حدیث حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ ان احادیث کی تفصیل ذکر کرنے کے بعد ان کے درمیان تعارض کو بھی دور کرنے کی سعی کی جائے گی۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ: " إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ فِي ذَلِكَ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ فِي ذَلِكَ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يُرْسَلُ الْمَلَكُ فَيَنْفُخُ فِيهِ الرُّوحَ وَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ بِكَتْبِ رِزْقِهِ، وَأَجَلِهِ، وَعَمَلِهِ، وَشَقِيٌّ، أَوْ سَعِيدٌ، فَوَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا، وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا ".([35])

ترجمہ: "حضرت عبد اللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ سچ بتاتے ہیں اور انہیں (وحی کے ذریعے سے) سچ بتایا جاتا ہے نے فرمایا: "تم میں سے ہر ایک شخص کا مادہ تخلیق چالیس دن تک اس کی ماں کے پیٹ میں اکٹھا کیا جاتا ہے، پھر وہ اتنی مدت (چالیس دن) کے لیے علقہ (جونک کی طرح رحم کی دیوار کے ساتھ چپکا ہوا) رہتا ہے، پھر اتنی ہی مدت کے لیے مُضغہ کی شکل میں رہتا ہے (جس میں ریڑھ کی ہڈی کے نشانات دانت سے چبائے جانے کے نشانات سے مشابہ ہوتے ہیں۔) پھر اللہ تعالیٰ فرشتے کو بھیجتا ہے جو (پانچویں مہینے نیوروسیل، یعنی دماغ کی تخلیق ہو جانے کے بعد) اس میں روح پھونکتا ہے۔ اور اسے چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے کہ اس کا رزق، اس کی عمر، اس کا عمل اور یہ کہ وہ خوش نصیب ہوگا یا بدنصیب، لکھ لیا جائے۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں! تم میں سے کوئی ایک شخص اہل جنت کے سے عمل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ جب اس کے اور جنت کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو (اللہ کے علم کے مطابق) لکھا ہوا اس پر غالب آجاتا ہے تو وہ اہل جہنم کا عمل کر لیتا ہے اور اس (جہنم) میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور تم میں سے ایک شخص اہل جہنم کے سے عمل کرتا رہتا ہے حتی کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو (اللہ کے علم کے مطابق) لکھا ہوا اس پر غالب آجاتا ہے اور وہ اہل جنت کا عمل کر لیتا ہے اور اس (جنت) میں داخل ہو جاتا ہے۔"

وھو الصادق المصدوق کی حکمت:

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور بھی کافی احادیث مروی ہیں، لیکن صرف اس حدیث میں الصادق والمصدوق کہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جو بات اس حدیث میں کہی جا رہی ہے وہ اس وقت تک انسان کی ذہنی سطح اور مادی معلومات کے اعتبار سے کچھ ناقابل فہم سی بات تھی، اس لیے کہا جا رہا ہے کہ دیکھو کہنے والا کون ہے؟ جو صادق اور مصدوق ہے۔

حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت:

عن حذیفه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأُذُنَيَّ هَاتَيْنِ، يَقُولُ: " إِنَّ النُّطْفَةَ تَقَعُ فِي الرَّحِمِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، ثُمَّ يَتَصَوَّرُ عَلَيْهَا الْمَلَكُ، قَالَ زُهَيْرٌ: حَسِبْتُهُ، قَالَ: الَّذِي يَخْلُقُهَا، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ أَذَكَرٌ أَوْ أُنْثَى؟ فَيَجْعَلُهُ اللَّهُ ذَكَرًا أَوْ أُنْثَى،

---

34 اسماعیل بن عمرو بن کثیر، مترجم مولانا محمد جوناگڑھی، تفسیر ابن کثیر، (لاہور: اسلامی کتب خانہ، فضل الٰہی مارکیٹ، اردو بازار، 2005ء) 3/432

35 امام مسلم، مسلم بن حجاج القشیری، صحیح مسلم، (دارلسلام پبلشرز، 2014ء)، رقم الحدیث: 6723

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ثُمَّ يَقُولُ: يَا رَبِّ أَسَوِيٌّ، أَوْ غَيْرُ سَوِيٍّ؟ فَيَجْعَلُهُ اللَّهُ سَوِيًّا، أَوْ غَيْرَ سَوِيٍّ، ثُمَّ يَقُولُ: يَا رَبِّ، مَا رِزْقُهُ، مَا أَجَلُهُ، مَا خُلُقُهُ؟ ثُمَّ يَجْعَلُهُ اللَّهُ شَقِيًّا أَوْ سَعِيدًا".[36]

ترجمہ: "حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب نطفہ پر بیالیس راتیں گزر جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجتا ہے، وہ اس کی صورت بناتا ہے اور اس کے کان، آنکھ، کھال، گوشت اور ہڈی بناتا ہے۔ پھر عرض کرتا ہے کہ اے رب! یہ مرد ہو یا عورت؟ پھر اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے حکم کرتا ہے اور فرشتہ لکھ لیتا ہے۔ پھر عرض کرتا ہے کہ اے رب! اس کی عمر کیا ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے حکم کرتا ہے اور فرشتہ لکھ لیتا ہے۔ پھر عرض کرتا ہے کہ اے رب! اس کی روزی کیا ہے؟ پھر جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ حکم کرتا ہے اور فرشتہ لکھ لیتا ہے۔ پھر وہ فرشتہ اپنے ہاتھ میں یہ کتاب لے کر باہر نکلتا ہے اور اس (کتاب) سے نہ کچھ بڑھتا ہے اور نہ گھٹتا ہے۔ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ (فرشتہ پوچھتا ہے کہ) یہ تندرست اعضاء والا ہو یا عیب دار، پھر اللہ اس کو عیب سے پاک یا عیب والا پیدا کرتا ہے"

احادیث میں تعارض:

ان دونوں احادیث کو دیکھیں تو پہلی والی حدیث میں ایا ہے کہ فرشتہ 120 دن کے بعد آتا ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ فرشتہ 40 دن کے بعد اتا ہے تو ان دونوں احادیث میں تعارض آرہا ہے۔

رفع تعارض:

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت پہلے 40 دن کے بعد تخلیق کی ابتداء پر دلالت کرتی ہے۔ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ 120 دن کے بعد جنین میں روح پھونکی جاتی ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث تخلیق کا آغاز 40 روز کے بعد شروع ہو جانے کے سلسلے میں صریح ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں صورت سازی اور تخلیق کے وقت سے تعارض نہیں کیا گیا، بلکہ اس میں نطفے کے مختلف ادوار کا بیان ہے اور اس بات کا تذکرہ ہے کہ ہر 40 دن کے بعد نیا مرحلہ شروع ہوتا ہے اور 120 دن کے بعد اس میں روح پھونکی جاتی ہے اس چیز کا حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ذکر ہی نہیں۔

مذکورہ روایات کی روشنی میں انسان کی تخلیق سے متعلق درج ذیل تفصیل معلوم ہوتی ہے:

1. انسان پیدائش کے وقت چالیس دن تک ماں کے پیٹ میں نطفہ کی شکل میں رہتا ہے، اس دوران اس میں کوئی خاص تبدیلی نہیں آتی۔
2. پھر چالیس دن کے بعد وہ جمے ہوئے خون کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔
3. پھر چالیس دن کے بعد وہ گوشت کے لوتھڑے کی شکل اختیار کر لیتا ہے، اور اس پر ہڈیاں اور گوشت چڑھا دیا جاتا ہے۔
4. پھر اللہ تعالیٰ اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجتے ہیں، جسے اس کے متعلق چار باتوں کے لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے:

1-انسان کا عمل 2-اس کی روزی کی مقدار، 3-اس کی موت کا وقت، 4 اور یہ کہ وہ بدبخت ہو گا یا نیک بخت، چنانچہ فرشتہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق یہ سب چیزیں لکھ دیتا ہے۔

5-پھر آخر میں اس میں روح پھونک دی جاتی ہے۔

خلاصہ کلام:

خلاصہ یہ ہے کہ یہی انسان کا ایک جہان ہے جسے جہان صغیر کہا جاتا ہے اور اس کے اندر اللہ تعالیٰ نے غور و فکر کرنے کی انسان کو دعوت دی ہے تا کہ انسان اپنی تخلیق کے مراحل سے اندازہ لگا سکے کہ وہ کس قدر حقیر چیز سے اور کس قدر کمزور پیدا کیا گیا، اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو کن مراحل سے گزارا اور فرمایا **لقد خلقنا الانسان فی**

[36] امام مسلم، مسلم بن حجاج القشیری، صحیح مسلم، (دارلسلام پبلشرز، 2014ء)، رقم الحدیث: 6726

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

احسن تقویم، ترجمہ: "البتہ یہ پکی بات ہے کہ ہم نے انسان کو بہت خوبصورت سانچے میں تخلیق کیا"([37])انسان کی تخلیق کے کیمیائی مراحل پر قرآن وحدیث کی روشنی میں لکھا گیا یہ آرٹیکل ایک علمی اور روحانی گہرائی رکھتا ہے۔ اس میں کیمیائی عناصر کی بنیاد پر انسان کی پیدائش کے مراحل کو بیان کیا گیا ہے، اور ان مراحل کے ساتھ ساتھ اللہ کی قدرت اور حکمت کو بھی اجاگر کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں جہاں انسان کی تخلیق کو مٹی، پانی اور نطفے کی ترکیب سے جوڑا گیا ہے، وہیں حدیث میں بھی انسان کی جسمانی اور روحانی نشو نما کے مراحل کو مفصل طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اس تحقیق میں، ابتدا سے لے کر انسان کی تکمیل تک کے تمام مراحل کو کیمیائی اعتبار سے سمجھایا گیا ہے، جو دراصل اللہ کی تخلیق کے عظیم عمل کی نشان دہی کرتا ہے۔ ہر مرحلے میں اللہ کی قدرت کی نشاندہی اور انسان کی فطرت کی پیچیدگیاں، ایک حقیقت اور ایمان کی گہرائی میں جا کر سمجھی گئی ہیں۔ یہ تحقیق نہ صرف علمی نقطہ نظر سے اہم ہے، بلکہ اس میں روحانیت اور اخلاقیات کا بھی حسین امتزاج نظر آتا ہے، جو انسان کی اصل حقیقت اور اس کے خالق کے ساتھ تعلق کو مزید واضح کرتا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ، یہ آرٹیکل ایک نیا زاویہ فراہم کرتا ہے جس میں سائنس اور دین کا امتزاج کر کے انسان کی تخلیق کے پیچیدہ کیمیائی عمل کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے، اور اس کے پیچھے چھپی ہوئی روحانی حقیقتوں کو بھی اجاگر کیا گیا ہے۔ لھذا اس خوبصورت پیدا کرنے والے رب کیلئے ہی ساری عبادتیں اور ساری تعریفیں ہیں۔

[37] التین 04:95